تحت اللفظ مرثیہ:٦

درحالِ حضرت قاسمؑ

۱

ہو غلاموں پہ یہ الطاف و کرم واہ رے فیض
بخش دیں گلشنِ فردوس و ارم واہ رے فیض
نعمتیں خلد کی ہوں ہم کو بہم واہ رے فیض
عشق میں ان کے ہوں یہ جاہ و حشم واہ رے فیض
سایۂ عاطفتِ رب علا میں پہنچیں
مر کے دربارِ رسولِ دوسراؐ میں پہنچیں

۲

ان کی الفت میں یہ اعزاز ہو سبحان اللہ
مرتبہ پائے سرافراز ہو سبحان اللہ
سب میں ذی قدر ہو ممتاز ہو سبحان اللہ
حصۂ خلد میں اس بار ہو سبحان اللہ
دور سارے عملِ زشت کی زشتی ہو جائے
آبرو ایسی عطا ہو کہ بہشتی ہو جائے

۳

ساغر و کوثر و جامِ مۓ تسنیم ملیں
خازنِ گلشنِ فردوس بہ تکریم ملیں
سیر کو باغ ملیں قصرِ زر و سیم ملیں
نور کے تخت ملیں نور کے دیہیم ملیں
ہجر کا ذکر نہ ہو شادیوں کی باتیں ہوں
وصل حوروں سے حسینوں سے ملاقاتیں ہوں

۴

پیر ہو داخلِ فردوس جواں ہو ہو کے
حسن بڑھتا ہی چلا جائے عیاں ہو ہو کے
شاد ہوں ساکنِ گلزار جناں ہو ہو کے
آنکھیں باغوں کی فزا غنچہ دہاں ہو ہو کے
میوہ کھانے کی ہو نیت تو مزا پا جائیں
شاخیں جھک جائیں ثمر ہونٹوں کے پاس آجائیں

۵

مہمان خالقِ اکبر کے ہوں اللہ اللہ
گھر قرینِ قصرِ پیمبرؐ کے ہوں اللہ اللہ
واہ ہم سایہ میں حیدرؑ کے ہوں اللہ اللہ
شاخیں طوبیٰ کی قریں سر کے ہوں اللہ اللہ
دیکھنے میں طرب انگیز فضائیں آئیں
عطرِ فردوس سے بس بس کے ہوائیں آئیں

٦

وہ بہار اور وہ جنت کے چمن کی خوشبو
جام وہ نور کے وہ نہرِ لَبَن کی خوشبو
حُلّہ وہ نرم وہ حوروں کے بدن کی خوشبو
جیسے مرغوب ہو دولھے کو دُلھن کی خوشبو
ہوں یہ سامانِ کرم لطفِ رسولِ حق کے
جامے ہوں زیب بدن سندس و استبرق کے

۷

عشقِ محبوبِ خدا میں یہ شرف ہاتھ آئیں
آبِ تسنیم پییں خلد کے میوے کھائیں
کھانے ہر رنگ کے موجود ہوں جیسا چاہیں
حوریں ہر قصرِ جناں میں متعدد پائیں
سب ہوں خورشید لقا زُہرَہ جبیں جنتی ہوں
ایک دولہا کی بغل میں دلہنیں اتنی ہوں

۸

ہو یہ ہم پہ کرم ربِ علیٰ صَلِّ علیٰ
دیکھیں دربارِ رسولِ دوسرا صَلِّ علیٰ
خاک کو نور کرے لطفِ خدا صَلِّ علیٰ
قربِ دامادِ نبیؐ ہووے عطا صَلِّ علیٰ
عمر بھر جس کی تمنا ہو وہ دولت مل جائے
حضرت شبرؑ و شبیرؑ کی صحبت مل جائے

۹

عابدؑ و باقرؑ و صادقؑ کے حشم کو دیکھیں
کاظمؑ و شاہِ خراساںؑ کے کرم کو دیکھیں
تقیِؑ پاکؑ و نقیؑ شاہِ امم کو دیکھیں
حسنؑ و مہدیؑ و ہادی کے قدم کو دیکھیں
ایک سے ایک ہو جنت میں قریب ایک جگہ
سب اماموں کی زیارت ہو نصیب ایک جگہ

۱۰

جان نثارانِ شہِ صابر و شاکر سے ملیں
وَہبِ کلبی و حبیب ابنِ مظاہر سے ملیں
حُرِ جانباز بنِ قینِ مسافر سے ملیں
اپنے آقا کے ہر ایک یاور و ناصر سے ملیں
محفلِ قاسمؑ و ہمشکل نبیؐ میں پہنچیں
خدمتِ حضرت عباس علیؑ میں پہنچیں

۱۱

اے خوشا رتبہ و توقیرِ ثنا خوانِ امامؑ
ان کے مداح پہ حق نے کیا دوزخ کو حرام
خوف کیا ان کو جنہیں آلِ محمدؐ سے ہو کام
جس جگہ ہوئیں گے آقا وہیں ہوئیں گے غلام
راہ مل جائے ہر اک طرح جو گمراہ بھی ہو
پر یہ ہے شرط کہ حبِ اَسَدُ اللّٰہ بھی ہو

۱۲

بے تَوَلّائے علیؑ خلد میں جائے تو کوئی
سرخرو پیشِ خدا حشر میں آئے تو کوئی
نیکیِٔ نامۂ اعمال دکھائے تو کوئی
اِن کے بے اذن اماں نار سے پائے تو کوئی
بغض ان کا شہِ لولاک کی ناراضی ہے
جس سے راضی ہیں علیؑ اس سے خدا راضی ہے

۱۳

ان کی اولاد کے ماتم میں بُکا واجب ہے
غمِ فرزندِ رسولِ دوسرا واجب ہے
سب پہ عزّ و شرفِ بزمِ عزا واجب ہے
فرض گریہ بھی ہے گر اِن کی ولا واجب ہے
منھ پڑے تب کہ جب اشکوں سے ہو رخ دھوئے ہوئے
طلبِ خلد کچھ آساں نہیں بے روئے ہوئے

۱۴

خیر رونا نہ اگر آئے تو بیٹھو مغموم
اس سعادت سے تو رہ جائے نہ کوئی محروم
آ کے جاری کرو احمدؐ کی تاسّی کی رسوم
یعنی اس بزم میں روتے ہیں رسولِ قیُّوم
چاہیے یہ کہ گریبان تلک بھی بھیگے
قطرۂ اشک سے گر ایک پلک بھی بھیگے

۱۵

سر دیا سبطِ پیمبرؑ نے تمہارے ہی لئے
گھر کو لٹوا دیا سرور نے تمہارے ہی لئے
جان دی شہ کے برادر نے تمہارے ہی لئے
برچھی کھائی علیؑ اکبر نے تمہارے ہی لئے
حد نہیں جس کی وہ احساں بخدا تم پہ کیا
دودھ پیتے ہوئے بچہ کو فدا تم پہ کیا

۱۶

سامنے حیدرؑ و احمدؐ کے ہے جانا اک دن
کام آئے گا ان اشکوں کا بہانا اک دن
آخر اس غم کا بھی گذرے گا زمانہ اک دن
زندگانی میں اجل کا بھی ہے آنا اک دن
آبرو پیشِ نبیؐ حشر کے دن کھوئے گا
جو نہ رویا غمِ شہ میں وہ بہت روئے گا

۱۷

ہمہ تن گوش ہوں اس بزم میں اَب اَہلِ یقیں
کہ بیان ہوتا ہے کچھ حالِ شہِ عرش نشیں
کم عبادت سے یہ رونا و رولانا بھی نہیں
انہیں اشکوں کا صلا ہے چمنِ خلدِ بریں
چاہیے اپنے گناہوں سے یہاں پاک اُٹھے
بیٹھے غمناک اٹھے جب تو فرحناک اُٹھے

۱۸

کربلا میں شبِ غم کی جو ہوئی شام عیاں
تا سحر ذکرِ الٰہی میں رہے شاہِ زماں
خطِ ابیض کا ہوا چرخ پہ ظاہر جو نشاں
طاعتِ حق کو اٹھے بادشہِ کون ومکاں
اِس طرح شاہ کا روئے فلک آرا چمکا
اُس طرف صبح کا گردوں پہ ستارہ چمکا

۱۹

جب عیاں دشت میں صبحِ شبِ عاشور ہوئی
تیرگی چہرۂ گردوں پہ جو تھی دور ہوئی
سارے عالم کی زمیں نور سے معمور ہوئی
شب یلدا کی جو ظلمت تھی وہ کافور ہوئی
روشنی پھیل گئی شاخ، ضیا پھلنے لگی
تر و تازہ ہوئے گل بادِ سحر چلنے لگی

۲۰

چہچہانے لگے مرغانِ خوش الحانِ چمن
پھیلی خوشبوئے گل و غنچہ و نسرین و سمن
تازہ کلیوں کا وہ کھلنا وہ بہارِ گلشن
چشمِ نرگس میں کُھبا جاتا ہے رنگِ سوسن
ٹھنڈی ٹھنڈی جو ہوا آنے لگی باغوں میں
سوز خنکی سے نہ لالہ کی رہا داغوں میں

۲۱

برگ سبز اپنی دکھاتے تھے چمک ایک طرف
سبزہ و لالۂ تر کی وہ لہک ایک طرف
وہ گلستان میں شگوفوں کی مہک ایک طرف
بیچ میں نہر کے پانی کی جھلک ایک طرف
خوبیٔ چرخ کو گلشن کی زمیں بھولی تھی
عکس تھا سرخ گلوں کا کہ شفق پھولی تھی

۲۲

ہوتا تھا پھولوں میں ہر نخلِ چمن یوں محسوس
جس طرح زیورِ گل پہنے کھڑی ہووے عَروس
رونقِ باد بہاری تھا کہ دولہا کا جُلوس
کہیں بلبل کے ترانے کہیں رقصِ طاؤس
ہر طرف نغمہ سرا مرغِ خوش آواز بھی تھے
جمعِ رقاص بھی تھے سوز بھی تھے ساز بھی تھے

۲۳

پھول تھے یا دلِ گلشن کے کنول تھے روشن
گل پہ شبنم کے وہ قطرے کہ خَجِل دُرِّ عدن
یوں وہ غنچوں کی دل آویزی وہ حسنِ گلشن
جب صبا آکے چلی بس گیا سب صحنِ چمن
دل گلچین کو ہر اک گل کی تری کھینچتی ہے
عطر پھولوں کا نسیمِ سحری کھینچتی ہے

۲۴

وجد میں جھوم رہے تھے چمنستاں کے نہال
سب تھے نکھرے ہوئے خوبانِ چمن کا تھا یہ حال
فاختہ سَرْو پہ قُمری تھی صَنوبر پہ نہال
گل کا بلبل سے دمِ صبح جو ہوتا تھا وصال
تھا یہ کھٹکا کہ نہ آگاہ ہو اس سے نرگس
آڑ کر لیتے تھے پتے کو نہ دیکھے نرگس

۲۵

بس گئے برگ کسی پھول نے جب خوشبو دی
رنگ میں کوئی کلی سرخ تو کوئی اُودی
سیبِ رُمّان کے رخوں سے تھی عیاں بہبودی
گُلِ یوسف کا وہ حسن اور وہ گلِ داؤدی
چہرۂ صبح سے رخسارِ قمر میلا تھا
دشتِ گلزار میں نورِ سحری پھیلا تھا

۲۶

چمنِ جعفر طیارؑ کی وہ رنگ وہ بو
گلشنِ مسلمِ گلزار عقیلؑ خوش خُو
وہ ریاضِ اسداللہؑ کے سَرْوِ دل جُو
باغ سرسبز حسنؑ کا وہ سَمَنْ بُو گُل رُو
پھول اس رنگ کے جس جا ہوں وہ ہے نیک جگہ
صاف پیدا تھا کہ ہیں آٹھ بہشت ایک جگہ

۲۷

اِس طرف محوِ وظائف تھے امامِ دوسرا
گہہ اُدھر رَن سے بھڑی فوج بجا طبلِ وغا
تیر بڑھ بڑھ کے لگانے لگے جب اہل جفا
شہ مصلے سے اٹھے مانگ کے امت کی دعا
دھیان تھا سب کو جو آقا کی رضا مندی کا
اور حضرتؑ نے دیا حکم کمر بندی کا

۲۸

اپنے خیموں سے رفیقانِ دلاور نکلے
زیورِ جنگ میں جرّار سنور کر نکلے
مل کے ہمشیر سے روتے ہوئے سرور نکلے
ساتھ عباسؑ کے ہم شکلِ پیمبرؐ نکلے
چرخ کے اَوج کو پستے ہوئے اس رفعت پر
کُھل گیا باغ حَسینوں کا دَرِ دولت پر

۲۹

بڑھ کے تسلیم کو آقا کی نمازی آئے
نذر کو ہاتھوں پہ سر رکھے وہ غازی آئے
سَج کے اصطبل سے جرّاروں کے تازی آئے
پاس رہوار کے سلطانِ حجازی آئے
خلد سے آمد اِدھر باغ بہاری کی ہوئی
دھوم لشکر میں سلیمان کی سواری کی ہوئی

۳۰

وہ سپاہ شہ ذی جاہ کی شوکت وہ جلال
وہ علمدارؑ کی صولت وہ نَہِیْبُ و اجلال
تن پہ ہتھیار سجے اکبرؑ فرخندہ خصال
سہرہ پگڑی پہ لپیٹے حسنِ پاکؑ کا لال
ہاتھ میں رنگِ حنا تیغ و سپر باندھے ہوئے
جنگ کو رختِ عروسی پہ کمر باندھے ہوئے

۳۱

مڑ کے فرماتے تھے عباسؑ کہ تم گھر میں رہو
بیاہ ہے ایک شب کے ہو ناموس پیمبرؐ میں رہو
کیا ضرورت ہے کہ ہمراہئ سرور میں رہو
ہم تو سب جاتے ہیں تم خیمۂ اطہر میں رہو
تیر واں چلتے ہیں مقتل میں نہ جاؤ بیٹا
گھر میں شادی ہے نہ مادر کو رلاؤ بیٹا

۳۲

عرض کرتے ہیں کہ گھر سے ہمیں کچھ کام نہیں
نہ لڑیں آج تو پھر صاحبِ صمصام نہیں
جو نہ آقا پہ فدا ہو وہ خوش انجام نہیں
ہم نہیں معرکہ میں یا سپہِ شام نہیں
جوہرِ تیغ شجاعت نہ دکھائیں کیوں کر
اسداللہ کے پوتے ہیں نہ جائیں کیوں کر

۳۳

اپنے عمّوؑ کی مدد رَن میں کریں گے واللہ
خون کی مہندی سے یہ ہاتھ بھریں گے واللہ
سر رہِ حق میں تہہِ تیغ دھریں گے واللہ
لاکھ دو لاکھ سے لڑ بھڑ کے مریں گے واللہ
جو وصیت ہے پدر کی وہ بجا لاتے ہیں
ہو کے مشتاق عروسِ اجل اب جاتے ہیں

۳۴

بولے عباسؑ کہ عمّوؑ تیری جرات کے فدا
پھر گئی آنکھوں میں شکلِ حسنؑ سبزِ قبا
ناگہاں دور سے یہ دی مادرِ قاسمؑ نے صدا
بھائی میں دے چکی نوشاہ کو مرنے کی رضا
صدقہ ہونے دو ہنر جنگ کے دکھلانے دو
آئی آوازِ حسنؑ بھی کہ انہیں جانے دو

۳۵

آج لٹ جائے گا عباسؑ محمدؐ کا چمن
ظہر کے بعد نہ تم ہو گے نہ یہ غنچہ دہن
ننگے سر قبر سے نکلیں گے شہِ قلعہ شکن
سب پہ واجب ہے مددگاریٔ سلطانِ زمن
یہ ہی شادی ہے کہ ہو دشت میں بے جاں قاسمؑ
میرے بدلے میرے بھائی پہ ہو قرباں قاسمؑ

۳۶

آبدیدہ ہوئے یہ سن کے علمدارِ امامؑ
تھم کے مرکب پہ چڑھے بادشہِ عرش مقام
آج دکھلا کے بڑھا لشکرِ سلطانِ انام
شاہزادوں کی وہ شوکت وہ شکوہِ اسلام
خلد تک گلشنِ زہراؑ کی مہک جانے لگی
علمِ سبز سے طوبیٰ کی ہوا آنے لگی

۳۷

وادیٔ جنگ میں پہنچے جو بہتّر جرّار
رعب سے شیروں کے تھرّا گئی فوجِ کفّار
تیر آئے صف اعدا سے ادھر جب کئی بار
اذن لے لے کے بڑھے سبطِ نبیؐ کے انصار
جا پڑے رَن میں غزالوں پہ غضنفر کی طرح
ایک ایک شیر لڑا مالکِ اشتر کی طرح

۳۸

پیاس میں جب وہ شجاعانِ عرب قتل ہوئے
غل پڑا یاورِ شہؑ ہائے غضب قتل ہوئے
ذی حَسَبْ پاک نَسَبْ عاشقِ رب قتل ہوئے
رفقا بے کس و مظلوم کے سب قتل ہوئے
خدمتِ پاکِ رسولِؐ عربی میں پہنچے
شہ پہ صدقہ ہوئے دربارِ علیؑ میں پہنچے

۳۹

پھر بنی فاطمہؑ نے شہ سے لیا حکمِ جہاد
رن میں جا جا کے لڑے یوں کہ علیؑ آ گئے یاد
بھاگتی پھرتی تھی جنگل میں صف کفر نہاد
خود حسینؑ ابن علیؑ دیتے تھے ہر ضرب پہ داد
جو شقی آ کے مقابل ہوا سر کاٹ دیا
سیکڑوں لاشوں سے میدانِ وغا پاٹ دیا

۴۰

لٹ گیا باغِ ابوطالبِ والاؑ جس دم
مثل گل چاکِ گریباں ہوئے سلطانِ امم
جب ہوئے جعفر طیارؑ کے پوتے بے دم
کھول کر بال نکلنے لگے خیمہ سے حرم
شور برپا تھا کہ وہ رشکِ قمر قتل ہوئے
بھانجے شاہ کے زینبؑ کے پسر قتل ہوئے

۴۱

فضہ ڈیوڑھی پہ کھڑی ہو کے لگی پیٹنے سر
کہتی تھی لٹ گیا ہئے ہئے میری شہزادی کا گھر
لائے جب خیمہ میں لاشوں کو شہِ جن و بشر
بین سے زینبِؑ ناشاد کے پھٹتے تھے جگر
میتیں لے گئے جب شاہِ امم خیمہ سے
پیچھے لاشوں کے نکل آئے حرم خیموں سے

۴۲

جب نہاں ہو گئے آنکھوں وہ دو ماہِ لقا
تیرہ و تار جہاں دیدۂ قاسمؑ میں ہوا
آئے لاشوں کو لِٹا کر جو امامِ دوسَرا
شب کے دولہے نے مُصِر ہو کے لیا اذنِ وغا
کہا عباس سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے
اب میرے بھائی کی دولت پہ زوال آتا ہے

۴۳

لٹ چکی ہے ابھی غربت میں بہن ہائے غضب
اب چلے مرنے کو فرزندِ حسنؑ ہائے غضب
ہوا تاراج محمدؐ کا چمن ہائے غضب
ایک دل اور یہ صدمہ یہ محن ہائے غضب
ہم اکیلے ہوئے جاتے ہیں لٹے جاتے ہیں
میرے پالے ہوئے سب مجھ سے چُھٹے جاتے ہیں

۴۴

دولہا بن کر یہ میرے سامنے ہوں گے بے دم
رانڈ ہو جائے گی بیٹی میری اے وائے ستم
یہی لکھا تھا مقدر میں کہ روئیں انہیں ہم
خیر بہتر ہے سدھاریں طرفِ ملک عدم
دل پہ داغ ایسے میری طرح سہے گا نہ کوئی
میرا تابوت اٹھانے کو رہے گا نہ کوئی

۴۵

پیار کر لوں تمہیں آؤ مِرے جانی قاسمؑ
ہم کو دکھلائی بھی پوری نہ جوانی قاسمؑ
تھے تمہیں حضرت شبرؑ کی نشانی قاسمؑ
ہو گی تر خوں میں یہ پوشاکِ شہانی قاسمؑ
نگہتِ گیسوئے پیچیدہ مجھے بھاتی ہے
تم سے بو مجھ کو بڑے بھائی کی آجاتی ہے

۴۶

کہہ کے یہ شاہ نے چھاتی سے لگایا کئی بار
چوم کر ماتھے کو روئے صفتِ ابرِ بہار
گریۂ شہ سے رہا دل کو نہ قاسم کے قرار
لپٹے حضرت سے اور آنکھیں ہوئیں دونوں خوں بار
دیکھنے والوں کے دل سینوں میں شق ہوتے تھے
شہ اِدھر روتے تھے نوشاہ اُدھر روتے تھے

۴۷

ناگہاں آکے یہ دروازے پہ فضہ نے کہا
گھر میں بے تاب ہیں قاسمؑ کے لئے آلِ عباؑ
ماں تڑپتی ہے پھوپھی خیمہ میں کرتی ہے بُکا
رو کے شبیرؑ نے فرمایا کہ جاؤ بیٹا
حشر تک چاند سی یہ شکل دکھانے کے نہیں
سب سے مل آؤ کہ اب جا کے پھر آنے کا نہیں

۴۸

حرمِ شاہ میں نوشاہِ دل افگار گئے
جسمِ اطہر پہ لگائے ہوئے ہتھیار گئے
اشک ریزان و دل افسرہ و ناچار گئے
سب سے پہل طرفِ مادرِ غمخوار گئے
عرض کی دیر جو ہوتی ہے تو گھبراتے ہیں
بخش دو دودھ کہ مرنے کے لئے جاتے ہیں

۴۹

بولی ماں میں بھی مرا دودھ بھی تم پہ قربان
کہا قاسم نے خدا حافظ و ناصر امّاں
آئے خیمہ میں دُلہن کے جو بچشم گریاں
دیکھا گھونگھٹ میں ہے اک شب کی بنی اشک فشاں
سامنے بڑھ کے بصد رنج و محن بیٹھ گئے
رکھ کے تلوار کو فرزندِ حسنؑ بیٹھ گئے

۵۰

کھینچ کر آہِ جگر سوز یہ دولہا نے کہا
ہم مسافر ہیں مسافر سے نہیں شرم وحیا
دل تڑپتا ہے دکھاؤ رخِ روشن کی ضیا
روح مشتاق ہے کچھ بات کرو بہرِ خدا
خانۂ عیش کے لٹنے کا تلاطم دیکھو
ہم تمہیں دیکھ لیں جی بھر کے ہمیں تم دیکھو

۵۱

چاہتے ہیں نہ تمہیں چھوڑ کے باہر جائیں
ہیں چچا نرغۂ اعدا میں نہ کیوں کر جائیں
ہو یہ کس طرح کہ عباسِؑ دلاور جائیں
یا رِضا شاہؑ سے لے کر علی اکبرؑ جائیں
وہ بھی سر دینے کو تیار ہیں جو باقی ہیں
فوجِ اللہ و نبیؐ میں یہی دو باقی ہیں

۵۲

سرِ پُر نور کو زانو سے اٹھاؤ تو ذرا
شق جگر ہوتا ہے اور کرتی ہو تم آہ و بُکا
وارثوں کو کیا سب رانڈوں نے حضرت پہ فدا
غم رنڈاپے کا سہو مالک و حامی ہے خدا
جس میں خوشنودئ زہراؑ ہو وہ اِس آن کرو
تم ہمیں فاطمہؑ کے لال پہ قربان کرو

۵۳

آج غیروں نے عزیزوں کی طرح کام کیا
وہبِ کلبی مسافر بھی بنا تھا دولہا
جب طلب سبطِ پیمبرؐ سے کیا اذنِ وغا
بخوشی دی اسے ماں نے بھی دُلہن نے بھی رِضا
دو گھر اُس شیر کے مرجانے سے برباد ہوئے
فاطمہؑ ان سے خوشی اس سے علیؑ شاد ہوئے

۵۴

ہم چچا جان پہ کس طرح نہ ہوں آج نثار
اپنے بیٹوں سے زیادہ ہمیں شہ نے کیا پیار
دو رِضا مرنے کی صاحب کہ جگر کو ہو قرار
صبر کرنے کا یہی وقت ہے تھامو دلِ زار
چند دن کے لئے ظاہر میں تو بربادی ہے
کہو اس شادی سے بہتر بھی کوئی شادی ہے

۵۵

سن کے یہ غم سے جگر چاک ہوا چشم پُرآب
صبر نے دی نہ رضا بات کی اللہ رے حجاب
ہاتھ جوڑے تو بنی کو نہ رہی ضبط کی تاب
جوشِ رِقّت میں دیا سر کو جھکا کر یہ جواب
برچھیاں اب دل مضطر پہ نہ مارو صاحب
کچھ مرا بس نہیں بہتر ہے سدھارو صاحب

۵۶

روک سکتی نہیں سر دینے کو تیار ہیں آپ
شوق مرجانے کا ہے زیست سے بیزار ہیں آپ
صبح سے جنسِ شہادت کے طلبگار ہیں آپ
میں ہوں مجبور تو اس امر میں ناچار ہیں آپ
پہلے بہتر تھا جو میری اجل آتی صاحب
مجھ سے مرنے کی رضا دی نہیں جاتی صاحب

۵۷

کہہ کے یہ دولہا سے غش ہوگئی مسند پہ دُلہن
گل ہوا شمعِ طرب لُٹ گیا شادی کا چمن
درِ دولت پہ برآمد ہوئے فرزندِ حسنؑ
ہو گیا روئے ضیا بار سے عالم روشن
بولے خادم سے فرسِ عاشق باری لاؤ
جلد دروازہ پہ دولہا کی سواری لاؤ

۵۸

ناز انداز سے تازیٔ سبک تاز آیا
جس کا پا یہ نہ ہوا نے دمِ جولان سایا
جلوہ فرما ہوا جب اس پہ حسنؑ کا جایا
اوج گھوڑے نے براقِ نبوی سے پایا
تھا یہ دعویٰ کہ بلندی میں فزوں آج ہوں میں
فرسِ لختِ دلِ صاحبِ معراج ہوں میں

۵۹

ساز وہ اور وہ براقِ فرس آئینۂ رو
یال شبرنگ یا حور کے مشکیں گیسو
آتی تھی پھولوں کی پا کُھر سے گلِ خلد کی بو
سینۂ صاف پہ ہیکل کی چمک وہ ہر سو
خمِ گردن میں ضیائے مہ نو ساری تھی
چاند پر ابر کا ٹکڑا تھا کہ اَندھیاری تھی

۶۰

شہ کو تسلیم بجا لا کے وہ جرّار بڑھا
باگ جانباز نے لی اسپ وفادار بڑھا
دُم چنُوَر کر کے نئے ناز سے رہوار بڑھا
پاؤں صرصر کا نہ آگے دمِ رفتار بڑھا
رہ گئے وہ جنہیں حق نے تھے پر و بال دیے
دیکھ کر شرم سے طاؤس نے پر ڈال دیے

۶۱

جس کا یوں راج لٹے صبر کرے وہ کیوں کر
رات کو عقد سحر کو یہ مصیبت سر پر
خاک پر بیٹھوں گی مسند سے میں اب کھول کے سر
واہ صاحب اس ارادے کی نہ تھی مجھ کو خبر
آپ دولہا تھے بنے خلد میں جانے کے لئے
بیاہ لائے تھے مجھے رانڈ بنانے کے لئے

۶۲

کون سے گوشے میں بیٹھوں گی لگے گا جو یہ گھر
رخت شادی کے عوض اوڑھوں گی نیلی چادر
ہاتھ میں گنگنے کی جا ہو گی رسن بعد بدر
پیٹنے رونے میں ہو جائے گی سب عمر بسر
تیرگی رات کی دن ہجر کا دکھلائے گی
قبر میں سوؤ گے تم قید میں یہ جائے گی

۶۵

روئے نوشاہؑ بھی سن کر یہ غم انگیز کلام
کہا کبرؑا نے کہ جو مرضیٔ خلاّق انام
اٹھے مسند سے جو فرزندِ حسنؑ لے کے حُسامُ
بولی دامانِ عبا تھام کے وہ گل اندام
یہ تو فرمایئے خیمہ میں کب آنا ہوگا
کہا رو کر کہ ہمارا نہ اب آنا ہوگا

۶۶

پوچھا کبرؑا نے کہ آخر ہمیں ملیے گا کہاں
بولے قاسمؑ کی جہاں ہوں گے امامِ دوجہاں
گلشنِ دہر میں ہے آپ کی دادی کا مکاں
پہنچ کر آہ کیا شب کی بنی نے یہ بیاں
خیر صاحب غمِ فرقت ہمیں دیتے جاؤ
لاش پر آنے کی رخصت ہمیں دیتے جاؤ

۶۷

دشتِ جنگاہ میں پہنچا جو دل و جانِ حسنؑ
شان چہرہ کی دکھانے لگی سب شانِ حسنؑ
رخِ پُرضَو میں ضیائے رخِ تابانِ حسنؑ
لب و دندان میں ضیائے لب و دندانِ حسنؑ
حلم شبیر کا ہے غیظ یداللہ کا ہے
رعب آنکھوں میں بعین اسداللہ کا ہے

۶۸

واں سے بھی فوج بڑھی جم گئی صف طبل بجے
دُہل اور دَف کی صدا آئی کہ بادل گرجے
پہلوان آنے لگے جسم پہ ہتھیار سجے
غل تھا نکلے وہ جری جان کو جو اپنی تجے
زورسَب ان میں بزرگانِ حق آگاہ کا ہے
ہاشمی شیر ہے پوتا اسداللہ کا ہے

۶۹

ہاں رواںؔ معرکۂ جنگ کی تصویر دکھا
جنگِ نوشاہ کا نقشہ دمِ تحریر دکھا
بزم کو تیزیٔ شمشیر عدو گیر دکھا
خون سے لال صفِ لشکرِ بے پیر دیکھا
اسپِ قاسمؑ ظفر و فتح کی راہوں میں پھرے
بدر کی جنگ کا سب رنگ نگاہوں میں پھرے

۷۰

تیغ لی میاں سے جرّار نے جوہر چمکے
صاف ثابت یہ ہوا دھوپ میں اختر چمکے
کبھی اس رنگ سے الماس نہ گوہر چمکے
یوں وہ چمکی مہِ نو جیسے فلک پر چمکے
شَر مگیں صاعقہ ہو گر یہ تجلی دیکھے
ہو چکا چوند چمک ان کی جو بجلی دیکھے

۷۱

لو اٹھا ہاتھ صفِ جنگ میں رہوار آیا
برق کی طرح سے شبدیز خوش اطوار آیا
سوچ کر کچھ خلفِ حیدر کرارؑ آیا
پہلوانوں کی طرف پہلے وہ جرّار آیا
دو تھے ایک ضرب میں وہ جن کے سر افلاک پہ تھے
نصف تن گھوڑوں پہ تھے نصف بدن خاک پہ تھے

۷۲

ایک کا بس نہ چلا خوف زدہ ایسے ہوئے
جیسے مغرور تھے کَس بل پہ سبک ویسے ہوئے
نہ خفیف ایسا ہو کوئی وہ شقی جیسے ہوئے
تیغ کہتی تھی کہ یوں ٹکڑے بدن کیسے ہوئے
پہلوانوں پہ ہیں ور حق کے ولی کے فرزند
زیر یوں دیو کو کرتے ہیں علیؑ کے فرزند

۷۳

شیر سے فوج پہ جاتے تھے اِدھر اور اُدھر
زور دادا کا دکھاتے تھے اِدھر اور اُدھر
ٹکڑے لشکر کے اڑاتے تھے اِدھر اور اُدھر
خاک پر سر نظر آتے تھے اِدھر اور اُدھر
زندہ سر دھنتے تھے حیرت میں پڑے پیارے تھے
سرزمین پر جسد و فرق کے پشتارے تھے

۷۴

جب دہن کھول کے وہ طرفہ تر انداز آئی
صید کرنے میں نہ مانند اجل باز آئی
ڈر سے بڑھ کر نہ اِدھر فوجِ دغا باز آئی
جب گرے منھ سے اَنَا الْبَرق کی آواز آئی
تھی وہ بجلی درِ خاکی میں در آنے کے لئے
آتشِ قہر کو کون آئے بجھانے کے لئے

۷۵

کبھی رکتی نہیں لاکھوں سے وہ دَم اِس کا ہے
مار دے افعی ثریاں کو وہ سَم اِس کا ہے
خون پی کے نہ بھرے جو وہ شکم اِس کا ہے
راست ہے پشتِ ظفر جس سے وہ خم اِس کا ہے
لشکرِ کفر میں انصاف یہی کرتی ہے
دین کی راہ کو شفاف یہی کرتی ہے

۷۶

موم کی طرح سے فولاد کو نرما کے اٹھی
نوک سے قلب وجگر سینہ میں برما کے اٹھی
تھی یہ بے باک کہ لاکھوں میں نہ شرما کے اٹھی
کر لیے سَردْ تن اعدا کے تو گرما کے اٹھی
نہ بڑھے کوئی وغا کو تو رکی رہتی ہے
منکسر ایسی کہ ہر وقت جھکی رہتی ہے

۷۷

خود کٹے جاتے تھے جو سَر پہ سپَر رکھتے تھے
موت لیتی تھی گلے پاؤں جدھر رکھتے تھے
ان کے رنگ اڑتے تھے جو سخت جگر رکھتے تھے
تیر اس واسطے اٹھتے تھے کہ پر رکھتے تھے
ہاتھ بھی شانہ بھی اور سر بھی اُڑے جاتے تھے
یہ تماشا تھا کہ بے پر بھی اُڑے جاتے تھے

۷۸

نہ مِلا امن کا گوشہ قَدَرْ اندازوں کو
خوف نے باز رکھا جنگ سے جانبازوں کو
تیغ نے کھینچ لیا شعبدہ پردازوں کو
رنگ دکھلا دیا ثعباں کا فسوں سازوں کو
دمِ اژدر تھا دم اس کا کہ قضا کی تصویر
دشت میں بن گئی موسیٰ کے عصا کی تصویر

۷۹

پہلوان فوج کے نامی جو کئی سَو مارے
ڈرے ششدر ہوئے لشکر کے سپاہی سارے
بزدلے تھے جو وہ نامرد تو ہمت ہارے
غل تھا سب سے ہیں قوی شیر خداؑ کے پیارے
سیکڑوں لاشوں کی کثرت جو چپ وراست ہوئی
فتح سے شمر و بنِ سعد کو بھی یاس ہوئی

۸۰

قتل چاروں ہوئے جب ارزقِ شامی کے پسر
اور ہل چل ہوئی دہشت سے میانِ لشکر
آگ سینہ میں لگی جل گیا ازرق کا جگر
چار زنجیروں سے باندھی ستم آرا نے کمر
رعشہ ہاتھوں میں ہوا تاب وتواں چھوٹ گئی
چار دھچکے ہوئے سرکش کی کمر ٹوٹ گئی

۸۱

رنگ و رخ زرد سیہ رُو کا ہوا اڑ گئے ہوش
سرخ آنکھیں ہوئیں یہ غیض و غضب کا ہوا جوش
رہ گئے سُننے سے اور دیکھنے سے دیدہ و گوش
سج کے ہتھیار یہ کہنے لگا وہ جوشن پوش
ننگ تھی اس سے وغا مجھ کو مگر جاتا ہوں
کاٹ کر اب سرِ فرزندِ حسنؑ لاتا ہوں

۸۲

کہہ کے یہ بات چڑھا گھوڑے پہ وہ بداختر
تیغ بردار کو نامرد نے دی تیغ و سپر
پسرِ سعد ستمگار یہ بولا بڑھ کر
ہے غضب معرکہ آرا شہِ مردان کا پسر
اب تو روداروں کے بڑھنے سے قدم رہ گئے ہیں
پہلوان فوج کے آدھے سے بھی کم رہ گئے ہیں

۸۳

پہلے تو نے میرے کہنے کو نہ ہرگز مانا
کھو کے بیٹوں کے عبث غیض ہے اور تھرّانا
چار تیروں نے ہے سینے میں کلیجہ چھانا
اب میرے آگے مناسب نہیں تیرا جانا
شیر نے مارا ہے اس طرح کے جرّاروں کو
اپنے خیمہ میں بس اب بیٹھ کے رو چاروں کو

۸۴

پہلوان اور بھی اس فوج میں ہیں رُوئیں تن
ان کو بھیجوں کا پئے قتلِ جگر بندِ حسنؑ
غم میں فرزندوں کے سب کانپتا ہے تیرا بدن
مضحکہ پھر ہو جو مارے تجھے یہ شیر فگن
ابھی اچھا نہیں اس شیرِ جری سے لڑنا
تجھ کو لڑنا ہے تو عباس علیؑ سے لڑنا

۸۵

سن کے یہ اور غضبناک ہوا وہ گمراہ
کئی بل کھائے شقی نے صفتِ مارِ سیاہ
پسرِ سعد سے جھنجلا کے یہ بولا بدخواہ
خود جگر بندِ حسنؑ سے میں لڑوں گا واللہ
تیغ کھولوں گا بس اب میں یہ سپر کھولوں گا
خون بہا لوں گا میں اس کا تو کمر کھولوں گا

۸۶

بس یہ کہہ کر صفِ لشکر سے نکالا رہوار
کوہ پر کوہ تھا یا رخش پہ ظالم تھا سوار
ہاتھ میں گرز کئی من کا اٹھائے غدّار
دوش پر نیزۂ خطی کو سنبھالے مکّار
موت نے دی یہ صدا ظلم شعار آتا ہے
پانچواں پنجۂ ضیغم کا شکار آتا ہے

۸۷

ساقیا ہاں قدَح بادۂ گلفام پلا
چوگنا نشہ ہو جس جام سے وہ جام پلا
تشنۂ فتح ہوں آبِ ظفر انجام پلا
میں پیے جاؤں تو پھر صبح سے تا شام پلا
تو ہے ساقی طرفِ بزم ذرا غور رہے
نصرتِ حضرت قاسم ہو تیرا دور رہے

۸۸

سامنے آکے یہ دی ابنِ حسنؑ کو آواز
کون سا طفل ہے وہ جس کو شجاعت پہ ہے ناز
مجھ سا عالم میں نہیں کوئی قوی و جانباز
دیو بھاگیں جو کروں دستِ تعدی کو دراز
زور میں آج نہیں ہے کوئی ہمتا میرا
غرق ہو جاتا ہے سب کوہ میں نیزا میرا

۸۹

نعرہ زن بڑھ کے ہوا دلبرِ شاہِ مرداںؑ
وہ ہمیں طفلِ زبردست ہیں دیکھ او ناداں
کم سنی میں جو دلاور ہیں تو بچپن میں جواں
دو کریں کلۂ اژدر کو وہ ہیں شیرِ ژیاں
چہرۂ مرحب و عنتر کو بگاڑا کس نے
بابِ خیبر تھا سُومَنْ کا اکھاڑا کس نے

۹۰

کیوں لعین تھوڑی سی طاقت پہ تجھے یہ غرّا
وہ جری ہے جو لڑے لاکھوں سے آ کر تنہا
چاروں بیٹے تھے تیرے زور میں تجھ سے بھی سوا
کس نے مارا انہیں مقتل میں وہ آخر ہوئے کیا
خون بہے گا تیرا ان ظلم شعاروں کی طرح
تو بھی ہو جائے گا چورنگ انہیں چاروں کی طرح

۹۱

تجھ کو یہ کِبرُ ہے یا وسوسۂ شیطانی
زور و طاقت میں ہمارا نہیں کوئی ثانی
اس کا فرزند ہوں میں جو ہے نبیؐ کا جانی
ابر کا زور ہے سب آگے ہوا کے پانی
ہے اگر دیو تو ماریں گے سلیماں کی طرح
تو بھی ہو جائے گا چورنگ اُنہیں چاروں کی طرح

۹۲

متصل آ گیا بھالے کو لِٹا کر وہ دَنی
آئی نزدیکِ سِناں جب تو بڑھا دستِ غنی
تھام کر شیر نے چٹکی سے مروڑی جو اَنی
ہر گرہ ٹوٹ کے شکلِ سرِ مسواک بنی
اِس قدر نرم ہوئی سخت زباں نیزے کی
مُو قلم بن گئی چٹکی میں زباں نیزے کی

۹۳

نیزا بے کار ہوا جب تو خَفیف اور ہوا
دل پہ اِک چوٹ لگی ہاتھ پہ صدمہ پہنچا
بڑھ کے دی حضرت قاسمؑ نے یہ موذی کو صدا
دوسرا تجھ سے زبردست کوئی عالَم میں نہ تھا؟
یہی نیزہ ہے کہ جو کوہ میں دَر آتا ہے
اِسی طاقت پہ اسی زور پہ بَل کھاتا ہے

۹۴

تیغ کھینچی ستم آرا نے بڑھا کر رہوار
تیغ وہ زہر میں تھا جس کو بجھایا سَو بار
اس طرف ابنِ حسنؑ نے بھی علم کی تلوار
زیر ران برق بنا اشہبِ صرصر رفتار
رنگ دکھلانے لگیں شاہِ عرب کی چوٹیں
وار چلنے لگے آفت کے غضب کی چوٹیں

۹۵

معرکہ دیکھ کے یہ آ گیا سب لشکر پاس
پہلوانوں کی صفیں جم گئیں بڑھ کر چپ وراس
غل تھا اللہ رے اِس جنگ میں قاسمؑ کے حواس
دیکھ کر یہ علی اکبرؑ کو پکارے عباسؑ
شیرِ جرّار کے ہاتھوں کی صفائی دیکھیں
آؤ ہم بھی بنے قاسمؑ کی لڑائی دیکھیں

۹۶

بڑھ گئے اکبرِؑ ذی جاہ لیے تیغ و سپر
پاس سے جا کے لگے دیکھنے دولہا کا ہنر
اس طرف جنگ پہ سرگرم تھا وہ رشکِ قمر
کبھی ازرق تھا اِدھر اور کبھی قاسم تھے اُدھر
اُس کا مطلب تھا کہ شیرِ صف جنگاہ ہوں میں
یاں یہ مضمون تھا کہ ضرغام ید اللہ ہوں میں

۹۷

اس طرف آتا تھا دَب دَب کے جو وہ دیو سیاہ
دل بڑھاتا تھا ابنِ سعد کہ واہ ازرقؔ واہ
وار کرتا تھا ملا کر جو فرس یہ ذی جاہ
کہتے تھے اکبرؑ و عباسؑ کہ ماشاءاللہ
صاف ظاہر ہے کہ خالق کے ولی لڑتے ہیں
تم یہ ازرق سے کہ مرحب سے علیؑ لڑتے ہیں

۹۸

ہے وہی زور وہی ہاتھ وہی ہے کَس بَل
مِثْلِ دلدل وہ ہے گھوڑے کی بھی ساری چلبل
اِس تن و توش پہ رہ رہ کے دَبا جاتا ہے یَل
مار لینے کا جفا جُو کے اَب آتا ہے محل
نہ تو یہ رنگ لڑائی کا بدل سکتا ہے
اور نہ اب شیر کے پنجہ سے نکل سکتا ہے

۹۹

لاش دھڑ سے جو گری ہل گئی مقتل کی زمیں
آئی گردوں سے کئی بار صدائے تحسیں
مرحبا کہہ کے بڑھے اکبرؑ و عباسِ حزیں
اس طرف خوف سے لڑبڑ ہوا سب لشکرِ کیں
صف جمی ہٹ گئے ایک ایک پرا ٹوٹ گیا
قتل ازرقؔ ہوا کیا فوج کا جی چھوٹ گیا

۱۰۰

سن کے ہم شکل پیمبرؐ سے خوشی کی یہ خبر
جھک گئے خاک پہ سجدہ میں شہِ جن و بشر
عرض کی خالقِ اکبرؑ سے یہ بادیدۂ تر
دو شب و روز سے بے آب ہے یہ تشنہ جگر
ہو گئے سخت ستم نور کے آئینے پر
برچھیاں ظلم کی سو چل گئیں ایک سینے پر

۱۰۱

عرض خالق سے یہ کرتے تھے امامِ ذی جاہ
اس طرف گھر گیا سب فوج کے نرغہ میں وہ ماہ
دور سے تیر چلے پاس سے تلواریں آہ
ایک مظلوم و غریب اور ہزاروں گمراہ
آج جو ظلم و ستم مجھ پہ ہو موجود ہوں میں
یہ تیری راہ میں صدقہ ہو تو خوشنود ہوں میں

۱۰۲

ہو گئی بیاہ کی پوشاک لہو سے رنگین
بن گئی زخموں سے شکلِ گلِ صد برگ حُسیؑن
خون سے دولہا کے تر ہو گیا سب دامنِ زین
گل سا وہ جسم کہاں اور کہاں نیزۂ کین
پہلو و پشت پہ بس تیر و تبر چلنے لگے
وار تیغوں کے تھکے بازوؤں پر چلنے لگے

۱۰۳

بند ہے چار طرف راہ نکل سکتے نہیں
پاؤں گھوڑے کے بھی مجروح ہیں چل سکتے نہیں
سامنے کوہِ مصیبت میں وہ ٹل سکتے ہیں
ضعف سے غش پہ غش آتا ہے سنبھل سکتے نہیں
گاہ جھکتے ہیں اِدھر گاہ اُدھر جھکتے ہیں
اب لہو منھ سے اگلتے ہیں جدھر جھکتے ہیں

۱۰۴

خون بہہ جائے جو تن کا تو نہ کیوں زور گھٹے
گیسوئے مُشک فشاں گرد سے بالکل ہیں اَٹے
سر پہ تلوار لگا کر کئی ملعوں ہٹے
ہئے غضب بیاہ کی دستار کے سب پیچ کٹے
ٹکڑے ٹکڑے ہوا مُقیّسؔ کا بھاری سہرا
خوں میں تر ہو گیا نوشاہ کا بھاری سہرا

۱۰۵
ایک راوی یہ رقم کرتا ہے اب بادلِ زار
اشقیا پیاسے پہ ٹوٹے ہوئے تھے بیس ہزار
جب گرا خاک پہ غش کھا کے حسنؑ کا دلدار
پلٹے اُس سمت سے اِس سمت کو لشکر کے سوار
حال اُس دم یہ ہوا تشنہ دہن دولہا کا
ٹکڑے سب ہو گیا ٹاپوں سے بدن دولہا کا

۱۰۶
خوش ہوئی فوجِ مخالف دہل صرع بجا
دوڑے تلوار عَلم کر کے امامِ دوسرا
پہنچے مقتل میں جو شبیرؑ بصد زاری و آہ
یوں ملی لاش کہ تھا عضو سے ہر عضو جدا
باندھ کر لاش کے ٹکڑوں کو عبَا میں لائے
میت اس طرح سے شہِ آل عبَا میں لائے

۱۰۷
بیبیاں دوڑیں کہ یہ خوں بھری چادر میں ہے کیا
رو کے شہ بولے کہ فرزند حسنؑ کا لاشا
بیٹھ کر فرش پہ عباس نے کھولی جو ردا
دیکھ کر دولہا کی یہ شکل ہوا حشر بپا
اس طرف ماں تو اِدھر زینبؑ مضطر لپٹیں
بیبیاں لاش کے ٹکڑوں سے برابر لپٹیں

۱۰۸
سینہ زن اٹھ کے ہوئے سبطِ رسولؐ دوسرا
ننگے سر اکبرؑ و عباسؑ بھی کرتے تھے بُکا
دیکھیے وہ مہندی لگے ہاتھ جو پہنچوں سے جُدا
سالیاں پیٹ کے چلّائیں کہ ہئے ہئے بھیّا
سن کے یہ شور کہ بیوہ ہوئی ایک شب کی دُلہن
اپنا سر پیٹتی حجلہ سے نکل آئی دُلہن

۱۰۹
ماں پکاری کہ میں قربان چلی آؤ یہاں
کس سے اَب شرم و حیا ہو گیا دولہا بے جاں
ایک نظر دیکھ لو اَب ہوں گے یہ آنکھوں سے نہاں
لُٹ گیا راج تمہارا یہ ہوا کیا ساماں
آ کے اب لاش پہ منھ اشکوں سے دھو لو بیٹی
غم یہ وارث کا ہے دل کھول کے رو لو بیٹی